مولانا ذوالفقار علی دیوبندی

حیات اور علمی کارنامے

تیسری اور آخری قسط

محمد نجم خاں، ریسرچ اسکالر شعبۂ عربی، علی گڑھ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

تسہیل الدراسۃ علیٰ ترجمۃ الحماسۃ؛

مذکورہ کتاب ابوتمام کے حماسہ کی شرح ہے؛

شارح رحمہ اللہ نے دوران شرح ایجاز واطناب سے احتراز کی حتی المقدور کوشش کی ہے۔ زبان دانی کے سلسلے میں طلبہ کے معیار کو بلند کرنے کی غرض سے عربی محاورات و الفاظ اور حل لغات پر خصوصی توجہ مبذول کی ہے۔

بعدازاں شعر کا معنی و مطلب بزبان اردو۔ مولانا کی یہ شرح دیگر شروحات کی طرح بزبان اردو و عربی ہے۔

اندازِ بیان واسلوب حاص مندرجہ ذیل اقتباس سے ظاہر ہے۔ شارح نے مندرجہ ذیل عبارت میں ربیعہ بن عامر مسکین دارمی کے ایک شعر کی شرح فرمائی ہے۔ شاعر فرزدق کا ہم عصر ایک اسلامی شاعر ہے۔(۱)

وفتیان صدق لست مطلع بعضہم　علیٰ سر بعض غیر انی جماعہا

الصدق، جب مضاف الیہ واقع ہو جیسا کہ بولا جائے "زیدٌ صدقٌ"، اس کا مطلب ہوگا کہ زید شرافت و کردار میں پختہ ہے۔

والمطلع؛ اطلاع دینے والا۔ الجماع بروزن زمام، جو اشیاء کو اکٹھا کرے اور فتیان بحالت جر

جماعت کے معنی میں۔

ترجمہ : اور بہت سے عمدہ اور بھلے مانس جوان ہیں کہ میں ان کے بھید پر دوسرے کو مطلع نہیں کرتا، ہاں میں ایک جگہ بیٹھنے کا باعث ہوں، اپنی رازداری کی تعریف کرتا ہے۔

مولانا دیوبندی اسلامی شاعر شمیذر حارثی کے ایک شعر کی شرح کرتے ہیں؛

بنی عمنا لا تذکروا الشعر بعدما دفنتم بصحراء الغمیر القوافیا (۲)

مذکورہ بالا عبارت میں شعر سے مراد فخر و مباہات کے اشعار ہیں۔ یا علی الاطلاق شعر مراد ہے۔ اور قوافی (اشعار) کے دفن کرنے سے اپنے چچازاد بھائیوں کی شکست و ہزیمت کی طرف اشارہ کرتا ہے یا چچازاد بھائیوں کے شعراء کی موت سے کنایہ ہے۔

الغمیر الاول الغین بعدہ المیم، علاقہ بنو کلاب میں ایک جگہ کا نام ہے۔ القوافی نسبۃ الکل باسم الجزء کے ضابطے سے۔

تسھیل البیان فی شرح دیوان المتنبی؛

یہ بھی مولانا ذوالفقار علی دیوبندی کی ایک تصنیف ہے جو کہ دیوان حماسہ کی شرح کے طرز پر ہے۔ مولانا رحمہ اللہ مقدمہ کتاب میں تحریر کرتے ہیں؛

- میں نے اس شرح میں یہ خیال رکھا ہے کہ نہ تو اتنی مختصر ہو کہ سمجھنے میں دشواری لاحق ہو اور نہ اتنی تفصیل کہ جس سے طبیعت اکتا جائے۔
- حل لغات، تحقیق محاورات، توضیح مفاہیم اور تشریح الفاظ میں "عبکری" کی بنیان کا سہارا لیا ہے۔ اس لئے کہ عبکری کی نگاہ دوررس کم و بیش تمام شروحات پر ہے۔
- ہر شعر کی لغت کا مفہوم واضح کیا گیا ہے۔ حسب ضرورت محاورات کی عربی میں تشریح الفاظ شعر کا بزبانِ اردو ترجمہ۔ (۳)

انداز بیان بطور نمونہ ملاحظہ ہو!

اسفی علی اسفی الذی دلھتنی عن علمہ فبہ علی خفاء

خفاء : مبتدا موخر۔ علی اس کی خبر پہلا ... [illegible] ... سے متعلق ہے اور اخیر کے

دونوں حروف جار (عن، فی) شفاء کے متعلق ہیں۔

الأسف: رنج والم، المولہ" جس کی عقل خراب ہو گئی ہو۔

ترجمہ: مجھ کو رنج اس غم کے جاتے رہنے کا ہے جس کے ادراک لذت سے تو نے غافل و مدہوش کر دیا ہے، کہ اس غم کی کیفیت مجھ پر پوشیدہ ہو گئی ہے۔ یعنی مجھ کو بہ سبب شدت مصائب محبت و آلام فراق یہ معلوم نہیں رہا کہ غم عشق کیا چیز ہے؟ عاشق لوگ غم و درد عشق کو نہایت عزیز ولذیذ سمجھتے ہیں۔ اب چونکہ بہ سبب مصائب محبت و تکالیف فرقت اس کو اس کا ادراک نہیں رہا۔ لہٰذا اس کی یاد میں کف افسوس ملتا ہے۔ واقعی درد عشق بڑے مزے کی چیز ہے۔ جیسا کہ ذوق نے کہا ہے ؎

درد دل سے عجب اک لطف ہے حاصل ہوتا
سر سے پاؤں تلک اے کاش کہ میں دل ہوتا

کہیں کہیں مولانا ذوالفقار علی نے شارح عبکری کی رائے سے نا اتفاق کیا ہے اور مفہوم شعر اپنی الگ رائے و نظریہ پیش کیا ہے۔ بطور نمونہ ملاحظہ ہو!

وشکیتی فقد السقام لانہ ۔۔۔ قد کان لما کان لی اعضاء

مولانا رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبکری کے بقول، شاعر محبت سے دوچار ہونے کی وجہ سے اپنے اعضاء بدن کی توانائی کے سلب ہو جانے پر اظہار افسوس کر رہا ہے۔ اور شاعر کی تمنا ہے کہ کاش اس کے اعضاء درست ہو جائیں یا اے کاش اس کے اعضاء کی تمام تر قوتیں دوبارہ عود کر آئیں۔

لیکن درحقیقت اس قسم کی تمنا عاشق کی شان سے بعید ہے شاعر تو وہ ہے کہ جو زیادتی محبت کی تمنا کرتا جائے تا آں کہ وہ ہلاک ہو جائے جیسا کہ شعر مذکور سے ظاہر ہے۔

خاص طور سے آئندہ شعر میں ؎

فی خطہ من کل قلب شہوۃ ۔۔۔ حتی کأن مدادہ الاھواء

ترجمہ و مطلب! ممدوح کے خط کی ہر دل میں خواہش اور رغبت ہے۔

یہاں تک کہ گویا اس کی روشنائی لوگوں کی محبت ہے یعنی گویا کہ ممدوح لوگوں کی

خواہشوں کی روشنائی بنا کر لکھتا ہے۔ اور اس لئے اس کے خط کو سب لوگ پسند کرتے ہیں۔
اس صورت میں اس کی خوش خطی کی تعریف ہوئی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ کنایہ ہو اس کی بخشش سے یعنی اس کی سب تحریریں درباب عطا رسائلین ہوتی ہیں اس لئے کہ اس کا لکھا ہوا ہر ایک کو مرغوب ہے۔
اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ کنایہ لوگوں کی اطاعت سے ہو کہ تمام آدمی اس کے حکم کو برضا و رغبت قبول کرتے ہیں۔ اور اپنی خواہش کے موافق سمجھتے ہیں۔

ارق علی ارق و مثلی یارق　　　وجوی یزید وعبرة تترقرق (۴)

یہ شعر متنبی کے ایک قصیدے کا جزء ہے جو اس نے ابو المنصر شجاع بن محمد بن اوس کی مدح میں لکھا تھا۔
مولانا ذوالفقار علی نے اس کی شرح میں لکھا ہے:
الارق: نیند کا اچاٹ ہو جانا۔ الجوی: وہ غم جو انسان کے اندر ہوتا ہے۔
العبرۃ: آنکھوں کا آنسوؤں سے ڈبڈبا جانا۔ رقرقۃ الماء: پانی بہانا۔
ترجمہ: میرے لئے بیداری پر بیداری ہے۔ یعنی بیداری کی تہیں چڑھی ہوئی ہیں۔ اور مجھ جیسا عاشق بیدار رہتا ہے بہ سبب شدت درد عشق کے۔ اور میری سوزش اندرونی دم بدم بڑھتی ہے۔ اور آنسو ڈبڈبائے رہتے ہیں۔

الهدية السنية:

حضرت مولانا ذوالفقار علی کا تصنیف کردہ ایک مختصر سا رسالہ ہے جس میں موصوف نے مدرسۂ اسلامیہ دیوبند کے قیام کی تاریخ تحریر کی ہے۔ جو آگے چل کر دارالعلوم کے نام سے مشہور ہوا اس رسالہ میں بانیانِ مدرسہ جیسے محمد عابد حسین (الحاج) اور مولانا قاسم نانوتوی کا تذکرۂ خاص ہے۔
کتاب میں مؤلف کا نظم کردہ ایک قصیدہ ہے جس میں حضرت مولانا قاسم نانوتوی کی مدح سرائی ہے۔ اس کے علاوہ کچھ اشعار بھی ہیں جن میں حضرت نانوتوی اور سوامی دیانند کے درمیان

ہونے والے مناظرہ کی منظر کشی کی ہے (سوامی دیانند ہندو مذہب کا بہت اہم اور عظیم رہنما گذرا ہے)

ایک مرثیہ بھی اس رسالہ کی زینت ہے۔ جس کو مولانا نانوتوی کے وصال پر نظم کیا تھا۔ نیز اس میں دارالعلوم دیوبند میں تدریسی خدمات انجام دینے والے اساتذہ کا بھی تذکرہ ہے۔ اس رسالہ کا عربی نثر میں جو ادبی مقام ہے کسی کو جائے انکار نہیں۔ کیونکہ اس کا نثری اسلوب سلیس شیریں اور اس دور کے عرب ادبار و مصنفین کے ہم پلہ ہے۔ جیسا کہ ذیل کے اقتباس سے واضح ہوتا ہے۔

هو رأس الكرام، وهامة الشرف، وعين الجود وانف الانف وقلب السيادة كبد السعادة، وسلم السودد والمجد وغارب الفضل والرفد، وصدر الصدارة، يمين المهارة، وراحة الإراحة ومراحة السماحة، ومعدة العلم والحكمة وعضد الحصد، ومعصم العصمة، وانامل عقد العويصات، واسنان مفاتيح الازمات وزند الامتنان والاحسان -

قد أسند الى المعالى بلا تعريس وتدريج واوب الى المكارم بغير تعريف وتفريج، فريش ذاك الشيخ الماجد السيد محمد عابد واخذ بصنيعيه ووصل بجناحيه، فاخضرت رياض العلوم واترعت حياضها والتفت خمائلها وغياضها فصارت المدرسة بحيث يضرب اليها اكباد الابل من كل مرمى سحيق والطلاب يجيرنها من كل فج عميق، من اطراف الهند، وجزائرها بل من العرب ونظائرها

اساتذہ کا تذکرہ اس پیرایہ میں کرتے ہیں؛

لله در مدرسيه فهم الملائكة فى صور البشر، مستنيرة الوجوه كالشمس والقمر، ومكتسبى الاخلاق كالعود والعنبر، نجوم الهداية والارشاد ابرار اتقاء اخيار، اركان الدين وعمد اليقين ـ اصحاب التحقيق، ارباب التلفيق، قوم لا يشقى بهم جليسهم ولا يتوحش انيسهم، هم لله تعالى، وفود وجنود سيماهم فى اثر السجود اولئك حزب الله الا ان حزب الله هم المفلحون ـ

عربی شاعری

مولانا ذوالفقار علی کو عربی نظم و نثر میں مکمل قدرت تھی۔ بقول مولانا اصغر حسین دیوبندی مولانا کو علوم ادبیہ سے خاص مناسبت تھی، نظم و نثر آپ کی عرب العرباء کی یاد دلاتی ہے۔ بقول مفتی عزیز الرحمٰن "مولانا عربی ادب میں نہایت اونچے مقام کے مالک تھے۔ عربی زبان میں بہت سی نظمیں اور مراثی لکھی ہیں"۔

انہوں نے عربی میں جو شاعری کی ہے صرف چند کتابوں میں تقریباً تین سو اشعار دستیاب ہیں۔ کہیں آپ کا کلام یکجا صورت میں نہیں۔

ہندوستان کے مشہور پھل آم کی نسبت بطرز بدیع تحریر فرمایا ہے:

ان کنت تبغی اطیب اللذات		نعلیک صاح بانبه الثمرات
فی حسن مرء فی نباهة سیرة		فی لطف ذات فی سمو صفات
من طعمها فی کل قلب شهوة		فکانها مجموعة الشهوات
یا حسن حمرتها وخضرتها وصف		رنها علی الاشجار فی الروضات
فکانها الوان وجنات الحیا		ئب مسها العشاق فی الخلوات
واذا عصارتها مصصت وجدتها		احلی کمثل رضاب محبوبات (۵)

سلطان عبدالحمید کی مدح کے چند اشعار:

سفاکة وحیاة العاشقین بها		فتاکة وهی مع مرهم العلل
هیفاء ضامرة لعساء غادرة		بیضاء ساحرة بالغنج والکحل
کالشمس تبدو وجهارا غیر خافیة		وتستر بالاستار والکلل
انت التی بعینی نعدا		قلبی جریحا بجرح غیر مندمل
العادل الباذل المرهوب سطوته		فی الجود کالبحر بل کالعارض الهطل
لله جنتک ابطال النزال ومن		فی الکر کاللیث فی التمکیل کالجبل
یا آل عثمان ویا فخر الکرام ویا		خیر الانام لانتم منتهی امل

وقد دعاني الى الانشاد مجدكم قسرا فلست باهل الشعر والغزل
امد ادكم في حضيض الذل من ميل احبابكم من ذرى العليا في قلل (۶)

مولانا قاسم نانوتوی کی وفات حسرت آیات پر بزبان عربی حسان الہند مولانا ذوالفقار علی کا اظہار درد؛

یاقاسم الخیر من للعلم والدین اذا ارتحلت وارشاد وتلقین
یا قاسم الخیر من الطارقین ومن للضارعین ومکروب ومحزون
یاقاسم الخیر اسمع من لکربتنا یا قاسم الخیر قل من للمساکین
من للمدارس من للوعظ من لهدیٰ من للنکات وتوضیح وتبیین
من للمدارس من للوعظ من لهدیٰ من للحقیقة اذا دست في الطين
رحلت عنا ولم يوجد عديلك في الـ علوم والفضل من عرب الى صين
ياعين جودى بدمع غير منقطع على الذى جل من مدح وتابين
بحر العلوم امام الكون اكرمه مبارك الاسم والزيتون والتين
لقد عفى صاحبي من في مصيبته برئت من ذكر اسد ء وتسكين
منالى بعد رين الاحزان منقطع من لى بقلب بصبر غير مقرون (۷)

علمی وادبی مقام؛

مولانا ذوالفقار علی دیوبندی کا علمی وادبی مقام بہت ہی بلند ہے۔ اس کا اندازہ آپکی گراں قدر تصانیف سے ہوتا ہے۔ مولانا عربی وفارسی کے ممتاز ادیبوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔

مولانا سید محمد میاں صاحب آپ کی علمی وادبی منزلت کے بارے میں لکھتے ہیں: "ان (ذوالفقار علی) کی ادبی خدمات علوم شرعیہ کی یونیورسٹی میں بہت زیادہ قدر ومنزلت رکھتی ہیں" (۸)

مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی کے خیال میں "وہ ادب میں نہایت اونچے مقام کے مالک تھے"۔ ڈاکٹر زبیر احمد فاروقی ان کی کتاب "الہدیۃ السنیہ" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
"اس کتاب کی ادبی اہمیت سے انکار ممکن نہیں، اس میں جس قدر اسلوب کے عمدہ نمونے ہیں، اور

اس طرح کی دیگر تصانیف بھی ان کی ادبی و علمی عظمت پر شاہد عدل ہیں۔ مولانا ذوالفقار علی دیوبندی کے متعلق فرانس کا مشہور مصنف گارساں دتاسی، لکھتا ہے کہ آپ دہلی کالج کے طالب علم تھے، چند سال بریلی کالج میں پروفیسر ہو گئے، ۱۸۵۸ء میں میرٹھ میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس تھے۔

مسٹر ٹیلر ان سے واقف تھے ان کا بیان ہے کہ ذوالفقار علی ذہین اور طباع ہونے کے علاوہ فارسی اور مغربی علوم سے واقف تھے۔[9]

آپ مولانا نانوتوی اور مولانا احسن نانوتوی کے درمیان آرام فرما ہیں۔ مولانا فضل الرحمن عثمانی کے ایک شعر سے اس کی دلچسپ نشان دہی ہوتی ہے شعر یہ ہے۔

بحسب آسودہ ترما بین دو یاران خویش
قاسم بزم مودت، احسن شائستہ خو

مراجع و مصادر

(۱) تسهيل الدراسة فى ترجمة الحماسة ص ۳۳۰

(۲) ترجمہ: اے ہمارے چچا زاد بھائیو! اپنے فخر یا مطلق اشعار، بعامر کے کہ تم صحرا ر غمیر میں اپنے اشعار یا اپنے شاعروں کو دفن کر دیا، کہنا چھوڑ دو، کیونکہ تم وہاں سے بھاگ گئے بس اب کیا موقع فخر کا رہا۔ (تسهيل الدراسة ص: ۲۶)

(۳) تسهيل البيان فى شرح ديوان المتنبى -

(۴) " " " " ص: ۳۶۶ -

(۵) الهدية السنية ص: ۱۱

(۶) قصائد قاسمی ص۲۲-۲۶ -

(۷) نزهة الخواطر ص۱۳۱، ج ۸ -

(۸) علماء هند کا شاندار ماضی ص ۱۹۵ سید مولانا محمد میاں۔

(۹) گارساں دتاسی بحوالہ مولانا احسن نانوتوی ص۲۷ -